موجودہ صحافت اور قرآنی احکامات

پروفیسر ڈاکٹر ایاز محمد رانا
شعبہ سیاسیات و بین الاقوامی امور، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔
محمد ادریس لودھی
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ قرآن مجید فرقان حمید دنیائے انسانیت کا ایسا معجزہ اعظم ہے جو معاشرتی، سماجی، روحانی اور آفاقی انقلاب کا داعی ونقیب باطل کی ہوشربا طاقتوں کو سرنگوں کرنے والا حق کی دل نشین آواز اور قلوب واذہان کو مسخر کر لیتا ہے۔ ہر دور کے لامحدود انسانی مسائل کے حل اور تمام تر دائرہ زندگی پر حاوی وقادر ہے۔ دنیا میں پائے جانے والے دوسرے ادیان کے برعکس یہ محض پوجا پاٹ کے طریقے بتانے پر اکتفا نہیں کرتا۔ بلکہ انسان کی انفرادی، عائلی، معاشی، معاشرتی، نفسیاتی، سیاسی، دینی اور دنیاوی زندگی و سرگرمیوں کو فطری حدود و قیود میں منظم و مربوط کر کے اسے دنیاوی واخروی کامیابی و سرفرازی سے ہمکنار کرنے کی نوید دل افزاء سناتا ہے۔ قرآن پاک کو سونے کے تاروں، ریشمی غلافوں اور رسمی نمود و نمائش کی قطعاً کبھی ضرورت تھی نہ ہے اور نہ آئندہ رہے گی۔ یہ تو ان مبارک سینوں کے دل کی آواز ہے جو اس کی یاد پر تاثیر سے منور و معطر ہوں۔ ان زبانوں کا کھوج لگانے کا متمنی ہے جو اس کی حلاوت وشرینی سے سکون واطمینان کی دولت حاصل کر سکیں۔ ان پاکیزہ نگاہوں کا سدا سے متلاشی و منتظر ہے جو اس کے معانی و مفاہیم کا لامحدود و لازوال خزانہ تلاش کر سکیں۔ یہ وہ مقدس، وسیع اور آفاقی کتاب پرتاثیر ہے جس میں ہر طبقے، رنگ اور نسل سے تعلق رکھنے والوں کے لئے ہدایت و رہنمائی موجود ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ اس کے معانی ومفاہیم کو اپنی زندگی پر لاگو کیا جائے تا کہ انسانیت ابدی کامیابی سے ہمکنار ہو سکے۔ بقول اقبال:

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلمان　　اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کردار (۱)

تمام شعبہ ہائے حیات کی طرح قرآن حکیم صحافت کے میدان میں بھی انسانیت کی مکمل راہنمائی کرتا ہے اور اخلاقی ضوابط عطا کرتا ہے۔ صحافتی ضابطہ اخلاق سے مراد ایسے قواعد وضوابط کی پابندی ہے جن کے تحت اخبارات اپنے فرائض منصبی بطریق احسن انجام دہی سے عوامی فلاح و بہبود کے اعلیٰ وارفع مقاصد کی تکمیل کر سکتے ہیں۔ ان کا تعلق عوام کی سیاسی، معاشی، سماجی اور مذہبی امور پر رہنمائی، حالات وواقعات پر مثبت اور مفید رائے عامہ کی تشکیل اور عوامی خواہشات وتوقعات پر دلپذیر

اور موثر انداز میں پیش کاری ہے۔

قرآن مجید کا مطالعہ وہ مثالی اصول وضوابط عیاں کرتا ہے جن کی عمل انگیزی صحافت کو انسانی فلاح و بہبود، معاشرتی امن خوش حالی اور دنیاوی و اخروی ترقی و کامیابی پیش خیمہ ثابت کرتی ہے۔ قرآنی احکام اور صحافتی مندرجات کی موجودہ صورتحال کا اجمالی جائزہ کچھ اس طرح سے ہے۔

خبروں کی صحت اور معروضیت:

خبروں کی صحت اور معروضیت سے مراد انداز بیان اور حقائق میں سچائی اور غیر جانبدار رویے کی موجودگی ہے۔ صحافت معاشرہ کے لئے ایک آئینہ ہے۔ ایک صحافی اطلاعات ومعلومات کی ترسیل سے لے کر حکومت کے غلط اقدامات اور کمزوروں پر ہونے والے ظلم وستم کے خلاف آواز بلند کرتا ہے۔ اطلاعات کی فراہمی اور خبروں کی نشر واشاعت میں معمولی سی غفلت اور بے احتیاطی کے عناصر بعض اوقات سنگین نتائج کا پیش خیمہ بن جاتے ہیں۔ قرآن پاک میں شامل اشاعت مواد کی سچائی، حقائق کی درستگی بیانات کی معروضیت اور الفاظ کی غیر جانبداری پر زور دیا گیا ہے تاکہ جھوٹ اور سچ کی پرکھ اور تحقیق ہو سکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یایھا الذین امنوا ان جاء کم فاسق بنباً فتبینوا ان تصیبوا قوماً بجھالة فتصبحوا علی ما فعلتم ندمین(۲)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور اپنے کئے پر پشیمان ہو جاؤ''۔

ذو معنی الفاظ کے استعمال سے چونکہ مفہوم میں تبدیلی واقع ہوتی ہے لہٰذا ایسے الفاظ کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

من الذین ھادوا یحرّفون الکلم عن مواضعه(۳)

''جو لوگ یہودی ہیں وہ کلام کو اس کے اصل معنی سے پھیر دیتے ہیں''۔

اخبار بنیادی طور پر لوگوں کی تعلیم وتربیت اور اطلاعات کی ترسیل کا ذریعہ ہیں۔ لہٰذا خبروں میں صداقت، معروضیت اور تحقیق کے عناصر کی موجودگی ضروری ہے۔

فی زمانہ ہماری صحافت خبروں کی سچائی اور معروضیت کا اہتمام کرتی ہے اور اخبارات میں شامل اشاعت کی جانے والی خبریں صداقت اور معروضیت کے عناصر لئے ہوئے ہیں لیکن بعض اوقات صحافی تبصرہ، رنگ آمیزی اور حاشیہ آرائی کے ذریعے خبروں کی معروضیت مفہوم تبدیل کر دیتے ہیں۔

مثلاً پچھلے دنوں خیر پور کے قریب روہڑی کینال میں بس گرنے سے متعدد افراد ہلاک ہوئے۔ اخبارات نے ہلاک ہونے والوں کی تعداد مختلف بتائی۔

نجی زندگی کا تحفظ:

نجی زندگی سے مراد ایسے افعال واعمال ہیں جن کا تعلق افراد کی اپنی ذات سے ہے۔ایک فرد مخصوص حدود و قیود میں رہتے ہوئے ایسے افعال واعمال کی انجام دہی کا مجاز ہے جو اس کے جذبات احساسات اور خیالات کی ترجمانی کرتے ہوں اور کسی کو اس سے باز پرس کا حق حاصل نہیں۔ان حدود و قیود کی خلاف ورزی باعث سزا ہوتی ہے۔قرآن پاک میں افراد کو دوسروں کی بلاوجہ مداخلت سے مکمل تحفظ فراہم کیا گیا ہے یہاں تک کہ حکمران بھی اس مداخلت کا مجاز نہیں۔ارشاد نبویؐ ہے:

جب حکمران لوگوں کے اندر شبہات ...... کے اسباب تلاش کرنے لگیں تو وہ انہیں بگاڑ کر رکھ دیتا ہے''۔(۴)

قرآنی احکامات سے عیاں ہے کہ:

''حکومت کے لئے جاسوسی کے جال پھیلانے،شہریوں کے پیچھے مخبر لگانے لوگوں کے گھروں اور دفتروں میں جاسوسی کے آلات نصب کرنے، ٹیلی فون ٹیپ کرنے،خطوط سنسر کرنے اور ان کی فوٹو اسٹیٹ بنوانے اور خلوت گاہوں کی تصاویر اتروانے جیسے افعال کی کوئی گنجائش نہیں''۔

قرآن حکیم نے حکم دیا ہے:

لاتدخلوا بیوتاًغیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا(۵)

''اپنے گھروں کے علاوہ اور گھروں میں اجازت کے بغیر اور سلام کے بغیر داخل نہ ہوا کریں''۔

جب حکمران ان افعال واعمال کا مجاز نہیں تو صحافی کیونکر دوسروں کی زندگی میں مداخلت کا مختار ہوسکتا ہے۔نجی زندگی کا تحفظ بنیادی حقوق میں سے ایک ہے۔افراد اور لوگوں کے اس بنیادی حق کو ساقط کرنے کی طاقت کسی کے پاس بھی نہیں سوائے چند تبدیلیوں یا ہنگامی حالات کے۔

جب تک کسی فرد یا گروہ کے بارے میں حقائق وشواہد سے یہ بات منظر عام پر نہ آجائے کہ فرد یا گروہ غیر قانونی، غیر اخلاقی یا غیر شرعی حرکات وافعال کا مرتکب ہو رہا ہے اور دوسروں کی زندگی کو منفی انداز میں متاثر کر رہا ہے تب تک کسی بھی فرد یا حکومت کو اس کے افعال کی باز اور اس میں مداخلت کا حق حاصل نہیں۔

''جب تک کسی کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ وہ ممنوعات شرعیہ کا ارتکاب کرتا ہے محتسب اس کا تجسس اور اس کی پردہ داری نہ کرے''۔(۶)

مفید اور کارآمد معلومات کا حصول دوسروں کی زندگی منفی انداز میں متاثر کئے بغیر جائز ہے۔ ایسے افراد معاشرہ جو عوامی رہنمائی کے دعویدار ہوں عوامی فلاح و بہبود کے امور سرانجام دیتے ہوں یا مذہبی لحاظ سے افراد معاشرہ میں اعلیٰ و ارفع مقام وحیثیت کے حامل ہوں ان کی نجی زندگی کے متعلق افعال و کردار کو منظر عام پر لایا جا سکتا ہے۔ ہماری موجودہ صحافت میں نجی زندگی کے تحفظ کو زیادہ اہمیت نہیں دی گئی۔ واقعات میں نام پتہ لکھنا، اسکینڈلز کی اشاعت اور افراد معاشرہ کے نجی معاملات کو خواہ مخواہ اچھالنے کی کوشش ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

کرکٹ کے مشہور کھلاڑی اور نامور فلمی اداکار محسن خان نے اپنی نجی زندگی سے متعلق بے سروپا خبروں کی اشاعت پر زچ ہو کر جو کچھ اپنے بیان میں کہا وہ کچھ اس طرح سے ہے:۔

''ہمارے بارے میں مبالغہ آمیز اور من گھڑت خبریں دی گئیں جس سے ہماری زندگی متاثر ہوتی ہے اس لئے ہم صحافیوں سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ یہ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں، شادی میرا ذاتی معاملہ ہے، اخبارات اگر میرے بارے میں اچھا نہیں لکھ سکتے تو میرے بارے میں غلط خبریں بھی نہ دیں۔ میری شادی کے بارے میں مختلف خبریں گھڑی گئیں لیکن یہ نہ سوچا گیا کہ اس سے میری خانگی زندگی تباہ ہوئی۔ بہرحال ان کے تو اخبار بک چکے ہیں''۔(۷)

اسی طرح چند سال پہلے ٹی وی کے ممتاز نیوز ریڈر جناب خالد حمید کے بارے میں اخبار نے بالکل بے بنیاد خبر چھاپ دی کہ ٹی وی اناؤنسر سے ان کی منگنی ہوئی ہے۔ اس خبر سے خالد حمید کو اپنی جگہ سخت کوفت ہوئی اور جس لڑکی سے منگنی کی اطلاع دی گئی تھیں اسے اور اس کے گھر والوں کو الگ شدید ذہنی صدمے اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑا (۸) اس قسم کی خبروں کو شامل اشاعت کرنے سے گریز کیا جائے تاکہ یہ چیز قارئین کے لئے کسی بھی قسم کی پریشانی کا باعث نہ ہو۔

تجسس کی ممانعت:

تجسس سے مراد دوسروں کے معاملات و واقعات کی خواہ مخواہ ٹوہ لگانے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف رہنا ہے۔ یہ کوشش مثبت بھی ہے اور منفی بھی۔ تجسس سے مراد اچھے واقعات و معاملات کی جانچ پرکھ اور کھوج لگانا ہے اور منفی تجسس سے مراد ایسا تجسس ہے جس سے لوگوں کے بارے میں ایسی معلومات اکٹھی کرنا ہے جو عام افراد معاشرہ کے لئے مضر، زرد صحافت کے پیروکاروں کی ذہنی تسکین اور

متاثرہ شخص کی عت ووقار کو متاثر کرتی ہیں۔قرآن پاک میں متعدد مقامات پر منفی تجسس سے منع فرمایا گیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یآیھاالذین اٰمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم ط ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتاً فکرھتموہ ط واتقوا اللہ ط ان اللہ توابٌ رحیم ۝ (۹)

''اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں اور سراغ مت لگایا کرو اور کوئی (کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم ناگوار سمجھتے ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے''۔

تجسس کی ممانعت کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ............ ''............تجسس کے ذریعہ دوسروں کے عیب تلاش کرنا؟ اور پھر جو عیب اور کمزوریاں اس کے علم میں آتی ہیں انہیں مزے لے لے کر دوسروں کو سنانا اور اس طرح متعلقہ شخص کی بدنامی ورسوائی کا باعث بنتا ہے''۔(۱۰)

ارشاد نبویؐ ہے:

''تم اگر لوگوں کے مخفی حالات معلوم کرنے کے درپے ہو گئے تو ان کو بگاڑ دو گے یا کم از کم بگاڑنے کے قریب پہنچا دو گے''۔(۱۱)

جہاں تک مثبت تجسس کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں قرآن پاک میں ہمیں متعدد احکامات ملتے ہیں کیونکہ دنیا کی تمام ترقی اور بہت سے علوم وفنون اسی تجسس کی کرشمہ سازی ہیں مثلاً فلسفہ، سائنس وغیرہ۔اسی لئے قرآن پاک میں مومنوں سے مخاطب کر فرمایا گیا ہے:

قد فصلنا الایت لقوم یفقھون (۱۲)

''یہ نشانیاں ہم نے ان لوگوں کے لئے واضح کر دی ہیں جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں''۔

دنیا کے حالات وواقعات اور انہیں دوسروں کی عبرت کے لئے پیش کرنا قانون الٰہی کے عین مطابق ہے، کیونکہ اس سے اصلاح کا موقع ملتا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبل کان اکثرھم مشرکین (۱۳)

''اے نبیؐ! ان سے کہو کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو پہلے گزرے ہوئے لوگوں کا کیا

انجام ہو چکا ہے ان میں اکثر مشرک ہی تھے''۔

ان فی ذلکم لایت لقوم یؤمنون (۱۴)

''ان چیزوں میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں''۔

ہماری آج کی صحافت مثبت اور منفی تجسس کی خبروں پر مشتمل ہے۔ تحقیقی اور تجزیاتی رپورٹنگ مثبت تجسس کے زمرے میں آتی ہے۔ رپورٹنگ کی یہ قسم آج کل بہت اہمیت اختیار کر گئی ہے اور اس کے لئے مخصوص قسم کے رپورٹرر کھے جاتے ہیں جو تحقیق و تجزیے کے ذریعے حقائق سے پردہ اٹھاتے اور عوام کے سامنے پیش کرتے اور ان کی فلاح و بہبود کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

تہمت، بہتان طرازی اور الزام تراشی کی ممانعت:

الزام تراشی سے مراد کسی بھی فردِ معاشرہ کے بارے میں ایسی تحریر یا بیان ہے جس میں متاثرہ فرد کی کمزوری کی تشہیر اور اس کے خلاف معاشرے میں نفرت، تضحیک اور حقارت کے جذبات پیدا کر کے اسے انسانوں کی نظروں سے گرانے کی کوشش کی جائے۔ یہ الزام جھوٹ بھی ہوسکتا ہے اور سچ بھی۔ اگر یہ الزام جھوٹ پر مبنی ہو تو تہمت اور بہتان طرازی کے زمرے میں آتا ہے۔ اس کی مذمت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین یرمون المحصنت الغفلت المومنت لعنوا فی الدنیا والاخرۃ (۱۵)

''جو لوگ پاک دامن بے خبر مومن عورتوں پر الزام تراشی کرتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے''۔

الزام تراشی معاشرے میں اخلاق اور روایات کو تباہ و برباد کرنے کے علاوہ معاشرے میں بگاڑ کا باعث بھی بنتی ہے۔ تاریخ کے تجزیہ سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ ماضی میں ممالک و اقوام کی بربادی کی بنیادی وجہ عفت و عصمت کا کوئی قانون موجود نہ ہونا تھا۔ (۱۶)

الزام تراشی عفت و عصمت کے تحفظ کے کسی استوار قانون کی عدم موجودگی کی نشاندہی کرتی ہے بعض اوقات ناکردہ گناہوں کا الزام افرادِ معاشرہ پر دے دیا جاتا ہے جو تہمت اور بہتان طرازی کے زمرے میں آتا ہے۔

''تہمت اور بہتان طرازی یہ ہے کہ جان بوجھ کر بے گناہ کو مجرم ٹھہرایا جائے یا کسی کی طرف کوئی ناکردہ گناہ منسوب کیا جائے یہ بھی جھوٹ کی ایک قسم ہے جسے قرآن مجید نے خیانت سے تعبیر کیا ہے۔ بعض بہتان ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا سرے سے

کوئی وجود ہی نہیں ہوتا لیکن شرارت کی بناء پر کسی بے گناہ پر کوئی الزام اس لئے تھوپ دیا جاتا ہے کہ اس سے اس کی بدنامی ہو۔ ایسے کرنے والے لوگ اخلاقی گراوٹ کا شکار ہوتے ہیں۔ اسلام اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی انسان کو معمولی سی تکلیف پہنچائی جائے''۔(۱۷)

قرآن مجید میں تہمت اور بہتان طرازی سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملو بھتانا واثما مبینا ○ (۱۸)

''اور جو مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں پر ناکردہ گناہوں کی تہمت لگا کر انہیں تکلیف پہنچاتے ہیں تو یوں سمجھئے کہ انہوں نے بہتان اور واضح گناہ اپنے سر لیا''۔

خدا تعالیٰ نے الزام تراشی، تہمت اور بہتان طرازی سے منع کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی اشاعت میں معاون بننے سے بھی گریز کرنے کا حکم دیا اور ''جو لوگ جان بوجھ کر یا بے جانے بوجھے اس بہتان کے باندھنے میں شریک ہو جاتے ہیں وہ بھی گناہ گار اور خیانت کار ہیں''۔(۱۹)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن یکسب خطیئة اواثما ثم یرم بہ بریا فقداحتمل بھتانا واثما مبینا ○ (۲۰)

''اور جو کوئی خطا یا گناہ کرے پھر وہ اسی کی تہمت کسی بے گناہ پر دھرے اس نے طوفان اور کھلا گناہ (اپنے سر باندھا)''

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تہمت اور بہتان طرازی سے حتی الامکان اجتناب اور عیب پوشی کا حکم صادر فرمایا کیونکہ ''برائیوں کا تذکرہ خواہ کسی عنوان اور بہانے سے ہو اس سے فساد پھیلتا ہے ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ لوگوں کے دل میں برائیوں سے نفرت میں کمی واقع ہونا لگتی ہے اور بیمار نفس لوگوں کو برائی کی ترغیب ہوتی ہے''۔(۲۱)

جہاں تک ضروری حقائق کے تذکرے کا تعلق ہے تو اس بات کی اجازت اسلام میں دی گئی ہے اگر آپ کسی ایسے فرد کے بارے میں واضح ثبوت کے ساتھ کوئی الزام، خبر یا تصور کی صورت میں شائع کرنا چاہتے ہیں جو عوامی رہنمائی یا ملکی وحکومتی معاملات وامور میں حصہ دار بننے کا دعویٰ دار ہے تو آپ اس فرد کے کردار کے بارے میں الزامات واضح ثبوت کے ساتھ پیش کرنے کے مجاز ہیں۔ موجودہ صحافت میں اس چیز کا بطور خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ الزام تراشی اور تہمت طرازی سے گریز کیا جائے

اور کوئی ایسی بات احاطہ تحریر میں نہ لائی جائے جو بعد میں ہتک عزت کے زمرے میں شامل ہو کر اخبار کی اخلاقی ساکھ کو متاثر کرنے کا باعث بنے۔ البتہ فلمی ایکٹروں کا آئے دن کے جھوٹے اور سچے معاشقے اور دیگر چیٹ پٹی خبریں شامل اشاعت ہوتی رہتی ہیں اچھی اور صحت مند صحافت کے فروغ کے لئے ان چیزوں سے گریز ضروری ہے۔

''بدمعاش حکومت برطرف کردی گئی''..........(۲۲)

یہ خبر ایک موقر روزنامے نے شہ سرخی کے ساتھ شامل اشاعت کی۔ اس شہ سرخی میں استعمال شدہ الفاظ الزام تراشی کے زمرے میں آتے ہیں کیونکہ رپورٹر نے قسم کا ثبوت پیش نہیں کیا اسے یہ خبر درج ذیل حوالوں سے پیش کرنی چاہئے۔

اخبار کو صدر غلام اسحٰق خان کے حوالے سے لکھنا چاہئے تھا لفظ بدمعاش Loaded ہے جو کسی بھی صورت میں استعمال نہیں ہونا چاہئے۔ اس سے اخبار کی جانبداری اور نفرت (کسی مخصوص گروہ کے خلاف) کا اظہار ہوتا ہے۔ اخبارات کو الفاظ کے استعمال میں ازحد احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ ان پر عوامی اعتماد اور غیر جانبداری اور اچھی ساکھ کا تمام تر دارومدار اس عنصر پر ہوتا ہے۔

فتنہ پردازی سے احتراز:

فتنہ پردازی سے مراد لڑائی جھگڑے کو ہوا دینے والی ایسی تحریریں اور تصویریں ہیں جن سے معاشرے میں دنگا فساد، بے چینی، اضطراب اور انتشار پیدا ہوتا ہے۔ مروجہ ضابطہ اخلاق کے تحت لڑائی جھگڑے، نفرت و دشنام اور خوف و انتشار کی حوصلہ افزائی پر مبنی تحریروں اور تصویروں کی اشاعت سے احتراز ناگزیر ہے۔ قرآن پاک میں خدائے بزرگ و برتر نے فتنہ پردازی کے بارے میں بہت سخت احکامات صادر فرمائے ہیں اور اسے ایک شدید جرم قرار دیا ہے۔

والفتنة اشد من القتل (۲۳)

''فتنہ پردازی قتل سے زیادہ سخت ہے''۔

اور قتل ایسا قبیح فعل ہے کہ ''جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی انسان کی جان بچائی اس نے گویا تمام انسانوں کو جان بخش دی''۔ (۲۴)

فتنہ پردازی دینی اور دنیاوی دونوں معاملات میں عمل پذیر ہو سکتی ہے۔ دینی معاملات میں فتنہ پردازی سے مخلوق خدا گمراہ ہو جاتی ہے اور ایک مسلک دوسرے مسلک کے لوگوں سے نفرت و حقارت کے جذبات پال لیتا ہے، جو تذلیل انسانیت کا باعث بنتے ہیں۔ جس سے معاشرتی نظام میں

منفی ردوبدل، معاشرتی نظم ونسق تباہ وبرباداور معاشرتی سکون واستحکام تہ وبالا ہو جاتا ہے۔ یوں خدااور بندے کا اصل رشتہ مفقود ہو جاتا ہے جو فساد انگیزی کا باعث بنتا ہے۔

''خدااور بندے کے تعلق اور انسان کے تعلق کو کاٹنے یا بگاڑنے کا لازمی نتیجہ فساد ہے اور جو اس فساد کو برباد کرتا ہے، وہ فاسق ہے''۔(۲۵)

ارشاد ربانی ہے:

ویفسدون فی الارض اولئک ھم الخسرون ○ (۲۶)

''اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں، حقیقت میں یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں''۔

دینی معاملات میں گروہ بندیاں کر کے امن وامان میں مداخلت اور زمین پر فساد کرنے والے یہ حقیقت فراموش کر دیتے ہیں کہ:

ویسعون فی الارض فساداً واللہ لا یحب المفسدین (۲۷)

''یہ زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں مگر اللہ فساد برپا کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا''۔

دنیاوی معاملات میں فتنہ پردازی ملکی نظام کو تہ وبالا کر دیتی ہے اور مختلف معاشرتی گروپ آپس میں برسرپیکار ہو کر قرآن کی اس آیت مبارکہ کی نفی کرنے لگتے ہیں۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا (۲۸)

''اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ کرو''۔

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے نہ تھامنے کا نتیجہ تشدد اور ظلم کی حوصلہ افزائی ہے جس سے گروہوں کے آپس کے تعلقات متاثر ہوتے اور قومی وبین الاقوامی سطح پر دوستیاں دشمنیوں میں بدل جاتی ہیں۔

تشدد اور فساد انگیزی دونوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں اور جب ایک قوم یا فرد فساد انگیزی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے تباہ وبرباد کر کے اس کی جگہ دوسری قوم یا فرد کو عطا فرما دیتا ہے اور ایسے افراد پر قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے لعنت وملامت کی ہے۔

ویفسدون فی الارض اولٓئک لھم اللعنۃ ولھم سوٓء الدار ○ (۲۹)

''اور جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہ لعنت کے مستحق ہیں اور ان کا آخرت میں برا ٹھکانہ ہے''۔

فاکثروا فیھا الفساد ○ فصبَّ علیھم ربک سوط عذابٍ ○ ان

ربک لبالمرصاد ٥ (۳۰)

''اوران میں بہت فساد مچا رکھا تھا سو آپ کے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا بے شک آپ کا رب نافرمانوں کی گھات میں ہے''

فتنہ پردازی عوام کے گروہوں میں، عوام اور حکومت کے مابین نفرت وتعصب کو ہوا دیتی ہے جس سے عوامی اور حکومتی کارکردگی اور ساکھ منفی انداز میں متاثر ہوتی ہے۔

اسلامی احکام کی رو سے اسلامی حکومت کی اطاعت عوام پر فرض ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یاایھا الذین اٰمنوآ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول (۳۱)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ اس کے رسول اور ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تم میں سے صاحب امر ہوں، اگر کسی معاملے میں تمہارے درمیان نزاع ہو جائے تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو''۔

حکومت پر بلاوجہ تنقید سے ممانعت کی بنیادی وجہ زمین کو امن وسکون کا گہوارہ بنانا ہے کیونکہ تنقید برائے تنقید زمین میں فساد کا موجب بنتی ہے اور جو یہ فعل انجام دیتے ہیں ان کے لئے قرآن پاک میں سخت عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

انما جزٰؤُا الذین یحاربون اللہ و رسولہ ویسعون فی الارض فسادًا ان یقتلوا ویصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لھم خزیٌ فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم ٥ (۳۲)

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں یہ تگ ودو کرتے پھرتے ہیں کہ فساد برپا کریں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں یا وہ جلاوطن کر دیئے جائیں۔ یہ ذلت ورسوائی تو ان کے لئے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑی سزا ہے''۔

''زمین سے مراد یہاں وہ ملک یا علاقہ ہے جس میں امن وانتظام کی ذمہ داری اسلامی حکومت نے لے رکھی ہے۔ خدا اور رسول سے لڑنے کا مطلب اس نظامِ

صالح کے خلاف جنگ کرنا ہے جو اسلام کی حکومت نے قائم کر رکھا ہو''۔(۴۳)

''دائیں بازو، بائیں بازو، سیکولرازم، نیشنل ازم، سوشلزم اور اس طرح کے دیگر ازم اور نظریے کی حمایت گویا اسلام کی مخالفت ہے۔ اسلامی صحافت کی پالیسی یہ ہونی چاہیے کہ کسی بھی غیر اسلامی نظریے یا طاقت کی تردید یا حوصلہ شکنی کی جائے۔ البتہ جب وہ کوئی اچھی بات کہیں یا کوئی اچھا کام کریں تو اس کام یا بات کی حمایت ضرور کی جائے۔ مخالفت برائے مخالفت بجائے خود غیر اسلامی حرکت ہے''۔(۴۴)

یہاں اسلامی حکومت کے خلاف نفرت پھیلانے سے منع کیا گیا ہے۔ البتہ اگر حکومت غیر قانونی یا غیر اسلامی ہو تو پھر اس کے اعمال و افعال پر تنقید اور عوام کو اس سے آگاہی صحافی کا فرض ہے۔

کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد **افضل الجهاد كلمة الحق عند سلطان الجائر** ظالم حاکم کے سامنے کلمہ حق کہنا افضل جہاد ہے۔ موجودہ صحافت کافی حد تک ان اصولوں کی پاسداری کرتی دکھائی دیتی ہے اور خبروں کی نشر و اشاعت میں بطور خاص اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ نفرت و تعصب اور فساد و تشدد کو فروغ دینے والے الفاظ، سرخیوں اور جملوں سے احتراز کیا جائے لیکن اکثر اخبارات میں ایسی خبریں بھی دیکھنے کو ملتی ہیں جن سے علاقائی تعصب کو ہوا ملتی ہے یا جرم کو قابل تحسین انداز میں پیش کرتے، ناپختہ ذہنوں کو جرم کی طرف مائل کرنے کی کوشش کی گئی ہوتی ہے۔

مثلاً مندرجہ ذیل خبریں مؤثر جرائد نے شہ سرخیوں کے ساتھ شاملِ اشاعت کی ہیں۔

۱- ''کراچی، جنوبی پنجاب کے 15 مزدور دہشت گردوں نے بھون ڈالے''۔

۲- ''کراچی میں مانسہرہ کے 8 افراد کو ایک جگہ باندھ کر توپوں سے اڑا دیا گیا''۔

۳- ''کراچی 15 پنجابی دیوار سے لگا کر بھون دیئے گئے''۔

۴- ''شیعہ عالم کا بہیمانہ قتل وغیرہ''۔

ایسی خبر کو شاملِ اشاعت کرنے کا بنیادی مقصد لوگوں کو مطلع کرنا تھا۔ کراچی میں قتل و غارت میں ۱۵ افراد ہلاک ہو گئے لیکن یہاں پر لفظ پنجابی استعمال کر کے علاقائی تعصب کو ہوا دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسی طرح دوسری خبریں خاص طور پر لکھنا کہ مانسہرہ کے اتنے افراد ہلاک ہو گئے۔ علاقائی و صوبائی تعصب کو ابھارنے کی ایک اور کوشش ہے جس سے گریز اچھی صحافت کے لئے ناگزیر ہے۔

دوسری خبر مذہبی حوالے سے ہے۔ جب ملک کے دو مذہبی گروہوں میں پہلے ہی سے باہمی منافرت و تعصب کی فضا موجود تھی ان حالات میں یہ لکھنا کہ شیعہ عالم کا قتل ہو گیا دونوں گروہوں میں

تشدد کو ابھارنے اور منفی تجسس کی فروغ پذیری ہے۔اس خبر کو شیعہ عالم کی بجائے اس کے نام کے ساتھ شامل اشاعت کرنا اچھی اور صحت مند صحافت کی علامت تھی اور بتایا جا سکتا ہے کہ فلاں عالم قتل ہو گئے، ان کی خوبیاں اور علمی مرتبہ و مقام وغیرہ۔

اس انداز کی خبروں کی اشاعت کے فروغ اس کے لحاظ سے تو مفید ثابت ہو سکتی ہیں لیکن ضابطہ اخلاق اور قرآنی احکامات اس انداز تحریر کی اجازت ہرگز نہیں دیتے۔

ظاہر ہے کہ خبر رسائی کا یہ اسلوب صحافت کی بنیادی اقدار کے منافی ہے۔اس طرح معاشرہ میں سنسنی پھیلتی ہے۔انسانی جانوں کے ضیاع کی خبریں معاشرے میں مزے لے لے کر سنانے اور اس انداز سے اپنے جرائد کی اشاعت بڑھانے کا عمل اسلامی صحافتی نقطہ نظر سے ایک غیر صحتمند طریقہ ہے۔

اسلامی صحافت اور خبر نویسی کا اصل الاصول یہ ہے کہ مجرموں کی نشاندہی کی جائے، مقتولین، عضروبین اور مضروبین کی مدد کے لئے رائے عامہ ہموار کی جائے۔نہ کہ اس طرز کی خبریں لگا کر انہیں مزید ذہنی کوفت اور نفسیاتی الجھنوں کا شکار کیا جائے۔کیونکہ آنحضورؐ کا فرمان ہے:

لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ(۳۵)

''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے''۔

قرآن حکیم روح انسانی اور قلوب مردہ کے لئے حیات نو کا درجہ رکھتا ہے اور قرآنی روح کا جسد حدیث نبوی ﷺ ہے جس طرح جسد کے بغیر روح کا قیام ناممکن ہے اس طرح حدیث کے بغیر دین حق پر عمل ناممکن ہے۔گویا قرآن بغیر حدیث کے روحِ بے جسد اور حدیث بغیر قرآن بمنزلہ جسد بغیر روح ہے۔

احادیث رسول دراصل جسد دین میں گردش کرنے والا وہ صحت مند خون ہے کہ جس کے بغیر دینی زندگی کا تصور محال ہے۔

حصول ہدایت کے ضمن میں قرآن وحدیث میں فرق و امتیاز کرنا قرآن کو تسلیم کرنا حدیث کا انکار کرنا ضلالت و گمراہی ہے کیونکہ حدیث قرآن کے اجمال کی تفصیل اور احکام کی شرح ہے۔

خبر کی صحت و اشاعت کے ضمن میں احادیث رسول ﷺ بھی بصیرت و حکمت کا ایک کامل ذریعہ ہیں۔آپؐ نے جس طرح جھوٹ بولنے کی ممانعت اور حرمت بیان کی اس طرح جھوٹ پھیلانے کی بھی مذمت کی۔

آپ کا ارشادِ گرامی ہے:

''انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کردے''۔(۳۶)

اس حدیث سے صحافت کا سنہری اصول اخذ ہوتا ہے وہ یہ کہ خبر کی اشاعت سے قبل اس کے ماخذ اور راوی کی تحقیق کرنی چاہئے تاکہ کوئی غلط اور جھوٹی خبر شائع نہ ہو سکے۔ جھوٹی خبروں کی اشاعت کی حرمت اس حدیث سے ثابت ہوتی ہے۔

حضورؐ نے ایک حدیث میں شرم وحیا کو ایمان کا حصہ قرار دیا۔(۳۷) چنانچہ اس حدیث سے ہمیں رہنمائی ملتی ہے کہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں شرم وحیا کے منافی تصاویر ومضامین نہیں ہونے چاہئیں۔

آپ نے حق بات آگے پہنچانے کا حکم دیا اور اس کی اہم حکمت یہ بیان فرمائی کہ بسا اوقات پیغام وصول کرنے والا پیغام پہنچانے والے سے زیادہ فہیم اور ذہین ہوتا ہے اور وہ پیغام حق کے ہر پہلو کو عمدہ طریقے سے سمجھنے کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہے۔(۳۸)

اس طرح حق کو زیادہ فروغ حاصل ہوتا ہے۔ ان احادیث کی رو سے صحافت کا اصل مقصد پیغام حق ہے۔ صحت مند صحافت کے لئے دل آزاری سے منع کیا گیا ہے۔ عزت نفس کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔

حاصل مطالعہ کے طور پر کہا جا سکتا ہے کہ قرآن پاک میں صحافت سے متعلق تمام قواعد و ضوابط کو تمام تر جزئیات کے ساتھ تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے۔ آج کا انسان جن اصولوں کی پاسداری ۲۱ ویں صدی میں اپنے لئے لازم قرار دے رہا ہے قرآن پاک میں آج سے ۱۴۲۶ سال پہلے ان اصولوں کی پاسداری کے بارے میں احکامات نازل فرما دیئے گئے تھے۔

زندگی کے باقی شعبوں کی طرح صحافت کا شعبہ بھی ابدی ودائمی رہنمائی سے محروم نہیں۔ اگر ہم زندگی کے باقی شعبوں کی طرح اس میدان میں بھی دنیاوی واخروی سرفرازی کے خواہشمند ہیں تو ہمیں قرآنی تعلیمات کو اپنے لئے مشعل راہ بنانا ہوگا۔ ایک اچھا مسلمان ہی ایک اچھے صحافی کے روپ میں اپنا کردار بخوبی نبھا کر دنیاوی واخروی سرفرازی وسربلندی سے ہمکنار ہوسکتا ہے اور معاشرہ کی فلاح وبہبود کے لئے گراں قدر خدمات انجام دے سکتا ہے۔

حوالہ جات

۱- کلیات اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، 1988ء، ص380

۲- القرآن، سورہ الحجرات، 6

۳- القرآن، سورہ النساء، 46

۴- ترمذی، کتاب الاحکام، اسلامی اکادمی لاہور، 1992ء، ج2، ص182

۵- القرآن، سورہ نور، 27

۶- الماوردی، امام ابوالحسن، احکام السلطانیہ، اردو ترجمہ، اسلام کا نظام حکومت از ساجد الرحمٰن صدیقی، اسلام پبلی کیشنز لاہور، 1990ء، ص39-438

۷- نوائے وقت 26 دسمبر 1985ء

۸- زینی، عبیدالسلام، اسلامی صحافت، ادارہ معارف اسلامی لاہور، 1980ء، ص312

۹- القرآن، سورہ الحجرات، 12

۱۰- صلاح الدین، محمد، بنیادی حقوق، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ص256

۱۱- ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب الادب، ج3، حذیفہ اکیڈمی لاہور، 2001ء، ص231

۱۲- القرآن، سورہ الانعام، 98

۱۳- القرآن، سورہ الروم، 42

۱۴- القرآن، سورہ الانعام، 99

۱۵- القرآن، سورہ النور، 23

۱۶- ظفر اللہ، محمد، اسلام کا نظام عفت وعصمت، دارالاشاعت کراچی، 1995، ص51-250

۱۷- شہاب، رفیع اللہ، اسلامی معاشرہ، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، 1988ء

۱۸- القرآن، سورہ الاحزاب، 58

۱۹- نیازی، لیاقت علی خان، بحوالہ سابقہ، ص100

۲۰- القرآن، سورہ النساء، 112

۲۱- زینی، عبیدالسلام، اسلامی صحافت، ادارہ معارف اسلامی لاہور، ص113

۲۲- روزنامہ پاکستان لاہور، 19 اپریل 1993ء

۲۳- القرآن، سورہ البقرہ، 191

۲۴- القرآن، سورہ المائدہ، 3

۲۵- مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، جلد اول، ص 61

۲۶- القرآن، سورہ البقرہ، 27

۲۷- القرآن، سورہ المائدہ، 64

۲۸- القرآن، سورہ ال عمران، 103

۲۹- القرآن، سورہ الرعد، 25

۳۰- القرآن، سورہ الفجر، 12 تا 14

۳۱- القرآن، سورہ النساء، 59

۳۲- القرآن، سورہ المائدہ، 33

۳۳- مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، جلد اول، ص

۳۴- زینی، عبید السلام، اسلامی صحافت، ادارہ معارف اسلامی لاہور، ص 137

۳۵- بخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح بخاری کتاب الایمان، فاروقی کتب خانہ ملتان، 1992ء، جلد اول، ص 35

۳۶- ولی الدین محمد بن عبداللہ، مشکوٰۃ، کتاب الادب، اسلامی کتب خانہ لاہور، 1975ء، جلد 2، ص 144

۳۷- بخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح بخاری کتاب الایمان، ص 35

۳۸- ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب العلم، ادارہ اسلامیات لاہور، جلد 2، ص 135